

(۸)

جب سے ہوری کے گھر میں گاتے آگئی ہے اگر کی رفتاری کچھ اور ہو گئی ہے۔ دھینا کا گھنٹہ تو اس کی بساط سے باہر ہوا تھا، جب دیکھو وہی گاتے کا چرچا ہے۔

بعورہ ختم ہو گیا تھا۔ ایکھ میں کچھ چرچی لی گئی تھی، اسی کو کاٹ کر کر مویشیوں کو کھلاتا پڑتا تھا، آنکھیں آسمان کی طرف لگی رہتی تھیں کہ کب پانی پر سے اور گھاس اُگے۔ آدھا اسارٹھ گذر گیا اور بارش ہنسی ہوئی۔ یکا یک روز بادل اشٹے اور اسارٹھ کا پہلا دو نگر اپڑا۔ کسان خریف کی فصل بیٹنے کے لئے ہل لے کر نکلے ہی تھے کہ راتے صاحب کے کارندے نے کہلا بیججا کہ جب تک لگان نہ بے باق ہو جائے گا کسی کو گفت میں ہل نے لے جانے دیا جائے گا۔ کسانوں پر جیسے بکلی گری اور کبھی تو اتنی سختی نہ ہوتی تھی، اب کے یہ کیا حکم؟ کوئی ٹھانوں چھوڑ کر بھاگا کھوڑا ہی جانا ہے۔ اگر خیتوں میں ہل نہ چلے تو روپیہ کھاں سے آئے گا؟ نکلیں گے تو کہیت ہی سے۔ سب مل کر کارندے کے پاس جا کر رہتے۔ کارندے کا نام تھا پنڈت نوٹکے رام۔ آدمی بُرے نئے مگر ماں کا حکم نہما۔ اے کیسے تالیں؟ ابھی اس دن رائے صاحب نے کیسی دیا اور دھرم کی باتیں کی تھیں اور آج اسامیوں پر یہ ظلم! ہوری ماں کے پاس جانے کو ستار ہوا مگر پھر سوچا کہ انہوں نے کارندے کو ایک بار جو حکم دے دیا اے کیوں ٹالنے لگے وہ سب کا سرغناہ ہو کر کیوں بُرائیے؟ جب اور کوئی کچھ نہیں بولنا تو وہی کیوں آگ میں کو دے؟ جو سب کے سر پر لے گی اس کو وہ بھی جیل لے گا!

کانوں میں بالچل مجی ہوتی تھی، سب ہی گاناوں کے مہاجنوں کے پاس روپئے یعنے کے لئے دوڑے۔ گاناوں میں آج کل ننگروشاہ کی خوب چل رہی تھی۔ اب کے برس اسے سن میں اچھا نفع ہوا تھا۔ یہوں اور الی میں بھی اس نے کچھ کم نہیں کیا تھا۔ پنڈت داتا دین اور دلاری سیٹھانی کے یہاں بھی یعن دین کا کام ہوتا تھا۔ سب سے بڑے مہاجن تھے جنگلگری سنگھ جو شہر کے ایک بڑے مہاجن کے احتجت تھے۔ ان کی ماخنثی میں کئی آدمی اور تھے جو آس پاس کے دیہاؤں میں گھوم گھوم کر لین دین کرتے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی چھوٹے موسٹے مہاجن تھے جو دو آنے روپئے سود پر بغیر لکھا پڑھی کے روپئے دیتے تھے۔ گاناوں والوں کو بھی یعن دین کا کچھ ایسا خط نہ تھا کہ جس کے پاس دس بیس روپے جمع ہو جاتے دہی مہاجن بن بیٹھتا۔ ایک وقت میں نہ بوری نے بھی مہاجنی کی تھی۔ اسی کا یہ اثر تھا کہ لوگ ابھی تک بھی سمجھتے تھے کہ ہوری کے پاس گھٹے ہوئے روپئے ہیں۔ آخر وہ روپیہ گیا کہاں؟ بُوارے میں نکلا نہیں۔ ہوری نے کوئی تیر تھے بر ت یا بھونج کیا نہیں، اروپیہ گیا تو کہاں گیا؟ جو تے پھٹ جانے پر بھی اس کے گھٹے بنے رہتے ہیں۔

کسی نے کسی دریتا کو پیدھا کیا، کسی نے کسی کو۔ کسی نے آنے روپیہ سود دینا منظور کیا، کسی نے دو آنے۔ ہوری کی خود داری بالکل جاتی نہ رہی تھی جن لوگوں کے روپئے اس پر باتی تھے ان کے پاس کون سامنے لے کر جائے، جنگلگری سنگھ کے سوا اسے اور کوئی نہ سوچتا۔ وہ بُکا کا نزد لکھلتے تھے، اندر را نہ الگ لیتے تھے، دستوری الگ اور اڑاٹا میں کی خبر رالگ اس پر ایک سال کا سود بھی کاٹ کر دیتے تھے بچپن میں روپئے کا تسلک لکھوڑا عمل

سے متہ روپیئے ملتے تھے۔ مگر اس آڑے وقت میں اور کیا کیا جاتے ہیں رائے صاحب کی زبردستی ہر دوسرے اس وقت کی کے سامنے کیوں باقاعدہ پھیلانا پڑتا۔

جنگلگاری سنگھ بیٹھے ہوتے داؤن کر رہے تھے مختلطانے، موٹے اچنڈوں کا لے۔ لمبی ناک اور بڑی بڑی موچھوں دالے آدمی تھے، باکل ناٹک کے سخنے کی طرح! اور وہ تھے بھی بڑے سہنپڑ۔ اسی گھاؤں میں اپنی سُرال بناؤ کر مردوں سے سارے یا سُسر اور عورتوں سے سالمی یا سرائج کا ٹاٹہ جوڑ لیا کرتے تھے۔ راستے میں لڑکے انہیں چڑھاتے۔ پہنڈت بھی پانچی ہوا اور جنگلگاری سنگھ انہیں جھٹ پت اشیر باد دیتے۔ ”تمہاری آنکھیں بچوٹیں تمہارا گھنٹنا ٹوٹے، انہیں مر گئی آؤے، تمہارے گھر میں آگ لگ جائے یا وغیرہ لڑکے اس اشیر باد سے کبھی آسودہ نہ ہوتے تھے۔ مگر میں دین کے معاملے میں وہ بڑے سخت تھے، سود کی ایک پانی نہ چھوڑتے تھے اور دعاہ پر روپیر لئے بغیر دروازے سے نہ ٹلتے تھے۔

ہوری نے جا کر سلام کیا اور اپنا دکھڑا روکر سنایا۔

جنگلگاری سنگھ نے مسکرا کر کہا، وہ سب پرانا روپیہ کیا کروالا؟“

”پرانے روپیئے ہوتے تھا کر، تو مہاجنوں سے اپنا پہنڈنے چھڑا لیتا

بیاج بھرتے کسی کو اپنا لکھا ہو؟“

”وکھڑے روپیئے نہ تکلیں چاہے سود کتنا ہی دنیا پڑے، ان لوگوں

کا بھی ڈھنگا ہو؟“

”دکھاں کے گردے روپیئے تھا کر صاحب؟ کھانے کو تو ہوتا نہیں

نہ کا جوان ہو گیا، بیاہ کا کہیں تھکانا نہیں۔ بڑی لڑکی بھی بیاہنے لا یک (لائق) ہو گئی۔ روپیہ ہوتا تو کس دن کے لئے گاڑ رکھتے؟“

جنگری نگھنے جب سے اس کے دروازے پر گاتے دیکھی تھی اس پر
وانٹ لگاتے ہوئے تھے۔ گاتے کا ڈیل ڈول اور ڈول بن کہہ رہا تھا کہ اس
میں پانچ سیرے کم دودھ نہیں ہر۔ دل میں سوچ یا احتاک ہو ری کو کسی اردو ب میں
ڈال کر گلتے اڑائیں چاہیئے۔ آج وہ موقع آگیا ہر۔

بُوے۔ اچھا بھائی تھمارے پاس کچھ نہیں ہو اب راجی (راضی) ہوتی؟
جتنے روپتے چاہوئے جاؤ لیکن تھمارے بھلے کے لئے کہتے ہیں کہ کچھ گہنے
ہوں تو گرور کڑ کروپتے لے لو۔ اشام لکھوگے تو سو دڑھے گا اور جھیلے
میں پڑ جاؤ گے ॥

ہوری نے قسم کھانی کہ گھر میں گہنے کے نام کچھ تانا گا بھی نہیں ہر۔ دھینا
کے ہاتھوں میں کڑے ہیں تو وہ بھی گلٹ کے جھنگری نگھنے چہرے سے
ہمدردی دکھاتے ہوتے کہا۔ تو ایک بات کرو۔ یعنی گائے جو لائے ہو
اسے ہمارے ہاتھیز ڈالو۔ سو، اشام، سب بھیڑوں سے نک جاؤ۔ چار
آدمی جو دام کہیں وہ ہم سے لے لو۔ ہم جانتے ہیں کہ تم اسے اپنے سوکھ،
(سوق) کے لئے لای ہو اور بھی پانچ چاہتو، لیکن یہ نکت تو نمانا ہی پڑے گا۔
ہوری پہلے تو اس بات پرہنسا۔ وہ اس پر ہمنڈے دل سے غورہ کرنا
چاہتا تھا۔ لیکن شاکر نے ایسا بچا سمجھایا، مہاجنی ہتھکنڈوں کا ایسا بھیانک روپ
دکھایا کہ اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی۔ ٹھاکر ٹھیک ہی تو کہتے ہیں کہ جبا کہ
میں روپیہ آجائے تو گائے لوٹا لینا۔ تیس روپتے کا کا گد (کاغذ) لکھنے پر
کہیں پچیس روپتے تیس گے اور اگر تین چار برس زدے گئے تو پورے سو
ہو جائیں گے۔ پہلے کا تجربہ بھی بتا رہا ہی کہ قرض وہ مہمان ہے جو ایک بار
اگر چانے کا نام نہیں لیتا۔ بولا: میں گھر جا کر سب سے صلاح کروں

تو پتاوں ہے۔

"صلح نہیں کرنا ہے۔ ان سے کہہ دینا ہے کہ روپیہ ادھار لینے میں اپنی بر بادی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔"

"میں کچھ رہا ہوں تھا کہ، ابھی آکے جواب دیتا ہوں۔" لیکن گھر آکر اس نے جوں ہی یہ بات کہی کہ کہرام پچ گیا۔ دھینا تو کم چلائی مگر دونوں لڑکیوں نے تو آسان سر پر اٹھا لیا۔ نہیں دیتے اپنی گائے روپیہ جہاں سے چاہونا وہ سوتا نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اس سے تو کہیں اچھا ہے کہ مجھے زیج ڈالو تو گائے سے کچھ بیسی (رمیشی) اسی مل جائے گا۔ ہوری بچاڑا شش دینج میں پڑ گیا۔ دونوں لڑکیاں زیج ڈال گائے پر جان دی تھیں۔ روپا تو اس کے گلے سے پٹ جاتی تھی اور اسے کھلائے بغیر منہ میں لقہہ نہ ڈالتی تھی۔ گائے کتنے بیمار سے اس کا ہاتھ چاٹتی تھی، کتنی محبت بھری آنکھوں سے اسے دیکھتی تھی۔ اس کا بچپڑا کتنا سدر ہو گا۔ ابھی سے اس کا نام بھی رکھ دیا گیا تھا۔ مشروواہ اسے اپنے ساختے کر سوتے گی۔ اس گائے کے پیچے دونوں بہنوں میں کئی بارہانی ہو چکی تھی، سونا کہتی کہ مجھے زیادہ چاہتی ہی اور روپا کہتی کہ مجھ۔ اس کا فیصلہ ابھی تک نہ ہو سکا تھا اور دونوں بخوبی رابر قائم تھے۔

مگر ہوری نے آگا پیچا سبھا کر آخذ دھینا کو کسی طرح راضی کر لیا۔ ایک دوست سے گائے ادھار لے کر زیج ڈالنا بھی بہت ہی واہیات ہات، مگر مصیبت میں تو آدمی کا دھرم تک چلا جاتا ہے۔ پھر یہ کون سی بڑی چیز ہے؟ ایسا نہ ہو تو پھر مصیبت سے لوگ اتنا ڈریں کیوں؟ گوبر نے بھی کوئی خاص اعتراض نہ کیا وہ آج کل اور ہری دھن میں مست تھا۔ یہ طے کیا گیا کہ جب دونوں لڑکیاں رات کو سو جائیں تو گائے جنگل کی سُنگھ کے یہاں پہنچا دی جائے۔ گوبراں

دردناک منظر سے بھاگ کر کہیں چلا گیا تھا۔ وہ گائے کو جاتے کیسے دیکھ سکے گا؟ اپنے
آنسوں کو کیسے روکے گا؟ ہوری بھی اوپر بی سخت بننا ہوا تھا، اندر سے وہ بھی
بے صین تھا۔ ایسا کوئی مانی کا لال نہیں جو اس وقت اس کو پھیپھی روپے ادھار
دوئے دے، چاہے پھر پھیپھی کے پچاس ہی لے۔ وہ گائے کے سامنے¹
جا کر کھڑا ہوا تو ایسا معلوم ہوا کہ اس کی سیاہ سیاہ چمکتی ہوئی آنکھوں میں آنسو
بھر رہے ہوئے ہیں، کوئا کہہ رہی ہے۔ کیا چار بھی دن میں تھا را دل مجھ سے پھر
گیا؟ تم نے تو پھر (قول) دیا تھا کہ میتے جی اسے زیستوں گا، یہی پھن تھا
تھا را؟ میں نے تم سے کبھی کسی بات کا گلہ بھی نہیں کیا، جو پھر روکا سو کہا
تم نے دے دیا وہی کھا کر آسودہ ہو گئی۔ بولو：“
وھینا نے کہا کہ لڑکیاں تو سو گئیں، اسپا اسے لے کیوں نہیں جانتے
جب بھینا ہی ہجڑ تو ابھی ہی”

ہوری نے کامپتی ہوئی آواز میں کہا: میرا تو ہاتھ نہیں الٹتا دھینا!
اس کامنہ نہیں دیکھتی۔ ربنتے ہے! روپے سو روپے لوں گا۔ بھلوان نے
چاہا تو سب ادا ہو جائیں گے۔ تین چار سو ہوتے ہی کیا، میں، امک بار او حصہ
چک جائے۔“ دھینا نے فخر یہ محبت سے اس کی طرف دیکھا۔ بولی۔ اور کیا
اتنی پسیا کے بعد تو گھر میں گو آئی تو اسے بھی نیچ دو۔ لے لوکل روپے چیزوں
اور سب چکلا دئے جائیں گے ویسے، ہی یہ بھی چکلا دیں گے۔“

اندر بڑی اس ہوری بھی ہوا بندھی۔ ایک پتی بھی نہ ملتی تھی بادل
چھائے ہوتے تھے مگر بارش کے آثار نہ تھے اوری نے گائے کوے جا کر باہر
باندھ دیا۔ دھینا نے ٹوکا بھی کہ کہاں لئے جلتے ہو، مگر ہوری نے ناہیں بولا تباہر
ہوا میں باندھے دیتا ہوں۔ آرام سر رہی گی۔ اس میں بھی توجہاں ہی۔“

گھائے باندہ کر دہ اپنے منجھلے بھائی سو بھا کو دیکھنے کیا جسے ادھر کئی نہیں
سے دیے کام رض ہو گیا تھا دادا دار و کا دام نہیں، کھانے پینے کا بندوبست نہیں
اور کام کرنا پڑتا تھا جان توڑ کر اس نے اس کی حالت دن بدن بگڑتی جاتی تھی۔
سو بھا غنوار آدمی تھا، لڑائی جھگڑوں سے کوئوں دور بھا گئے والا۔ کسی سے
مطلب نہیں، اپنے کام سے کام ہو رہی اسے چاہتا تھا اور وہ بھی ہوری کا ادب
کرتا تھا، دونوں میں روپے پیسے کی بائیں ہونے لگیں۔ راستے صاحب کے
اس نے فران کی تنقید ہوری تھی۔

کوئی گیارہ بجتے بجتے ہوری نوٹا تو اسے معلوم ہوا کہ جیسے گھائے کے
پاس کوئی آدمی کھڑا ہو، پوچھا: "کون، ہر داں کھڑا؟" ہیرا بولا: "میں ہوں دادا"
تھمارے الاو میں آگ لیئے آیا کھانا"

ہیرا اس کے الاو میں آگ لیئے آیا ہو۔ اس ذرا سی بات سے ہوری کو
بھائی کی رکاوٹ کا پتہ چلا۔ گھاؤں میں اور بھی الاو میں، اکھیں سے بھی آگ مل سکتی
ہے۔ ہیرا اس کے الاو میں آگ لے رہا ہو تو اپنا ہی سمجھ کر تو، سارا گھاؤں اس
الاو میں آگ لیئے آتا تھا جو گھاؤں میں سب سے بڑا تھا اگر ہیرا کا آنا دوسروی
بات تھی۔ اور اس دن کی لڑائی کے بعد ہیرا کے من میں میل نہیں رہتا۔ گستہ در
(غصہ در) ہے پر دل کا سا پھ (اصاف) ہو۔"

اس نے مجت کے لنجے میں پوچھا: "تما کھو ہو کہ لاو؟"
"نہیں تما کھو ہو، ہر دادا۔"

"سو بھا تو آج بہت بے حال ہو۔"

کوئی دوالی نہیں کھاتا تو کیا کیا جائے؟ اس کے حساب میں تو سارے
بید، ذاکر، حکم اناری ہیں۔ بھگوان کے پاس ہی بنی بدھی تھی وہ اس کے

اور اس کے گھروالے کے حصہ میں پر گئی ہو۔
ہوری نے تشویش سے کہا: یہا تو برائی ہر اس میں اپنے سامنے کسی
کو گفتا ہی نہیں اور چڑھنے تو بیماری میں سب ہی ہو جاتے ہیں نہیں یاد ہو کر
نہیں، جب تھیں تنفسرا (الفلوئنزا) ہو گیا تو دوائی اٹھا کر پھینک دیتے تھے
تمحارے دونوں ہاتھ پکڑتا تھا تب تمھاری بھابی منہ میں دوائی ڈالنی تھی،
اس پر تم اُسے تمام گایاں دیتے تھے۔

ہاں دادا، بھولا وہ ہات بھول سکتا ہوں تم نے رہنا ز کیا ہوتا تو تم
سے روشن کے لئے کسے بچا رہتا ہے؟

ہوری کو ایسا معلوم ہوا کہ بہرائی کی آواز بھاری ہو گئی ہو۔ اس کا گلا بھی
بھر آیا، بولا: بیٹا! لڑائی جھگڑا تو زندگی کا دھرم ہو۔ اس سے جو اپنے بیس وہ
پرانے تھوڑے ہی ہو جاتے ہیں۔ جب گھر میں چار آدمی رہتے ہیں تب ہی لڑائی
جھگڑے ہوتے ہیں، جس کے کوئی ہر رہی نہیں اس کے لیہاں کون سڑے گا؟
دونوں نے ساختہ پلمپی، پھر سرما پسندے گھر گیا اور ہوری اندر بھانا کھلنے
گیا۔ دھینا عفستہ سے بولی: دیکھو اپنے سوت کی لیلا، اتنی رات ہو گئی اور اسی ابی
سیرہائے سے جھپٹی نہیں ملی۔ میں سب جانتی ہوں مجھ کو سارا پتہ لیا ہو، بھولا کی
وہ راندڑا کی نہیں ہو۔ جھینا وہ اسی کے پیغمبر میں پڑا رہتا ہو، ہوری کے کاؤں میں
یہ بھی بھنک پڑی تھی مگر اسے لعین نہ ہوا تھا۔ کوہربے چارا ان باٹوں کو کیا جانے
بولا: کسی نے کہا تم سے کچھ؟

دھینا تیز پڑی۔ تم سے چھپی ہو گی اور سب ہی جگہ چڑھا ہو۔ یہ ہر بھگا اور بہتر
گھاٹ کا پانی پتے ہوئے، اسے انگلیوں بر پھارہی ہو کر اور یہ سمجھتا ہو کہ وہ اس پر
جان دیتی ہو، تم اسی محاجداد نہیں تو کوئی ایسی ذہنی بات ہو گئی تو کہیں کے نہ رہو گے

ہوری کا دل امنگ پر تھا، چھپڑ کی سو جھی۔ جھینا دیکھنے سننے میں تو بُری نہیں ہے۔ اسی سے کرے سکتی۔ ایسی سنتی ہبڑا اور کہاں ملی جاتی؟“
دھینا کو یہ چھپڑ تیر کی لگی۔ جھینا اس گھر میں آئے تو منہ جھلس دوں رانڈ کا۔ گوبر کی جہتی ہے تو اسے لے کر جہاں چاہے رہی۔“
”ادر جو گوبرا اسی گھر میں لادے۔“

تو یہ دونوں لڑکیاں کس کے لگنے باندھو گے؟ پھر برادری میں نہیں کون پوچھے گا؟ کوئی دوارے پر کھڑا تک تو ہو گا نہیں۔“
”اسے اس کی کیا پردا؟“

اس طرح نہیں چھوڑوں گا لا لا کو! امر مر کے میں نے پالا ہے اور جھینا اگر راج لے گی! منہ میں اُنگ لگا دوں گی رانڈ کے؛“

یکا یک گوبرا اگر گھبرائی ہوئی آداز میں بولا۔ دادا، سندریا کو کپا ہو گیا؟ کیا کامے نے کاٹ لیا؟ وہ تو پڑی تڑپ رہی ہے۔“

ہوری چونکے میں جا چکا تھا۔ حالی سامنے چھوڑ کر باہر نکلن آیا اور بولا کیا اسکن منہ سے نکالتے ہو۔ ابھی تو میں دیکھے آرہا ہوں۔ لیٹی ہوتی تھی۔“
تنوں باہر گئے۔ چراغ لے کر دیکھنا۔ سندریا کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا، آنکھیں پتھرا گئی نہیں، پیٹ پھول گیا تھا اور چاروں پاؤں ٹھیں گئے تھے۔ دھینا سر پہنچنے لگی۔ ہوری پنڈت دانادین کے پاس دوڑا کا توں میں نہیں موٹھی ڈاکڑتھے۔ پنڈت بھی سونے جا رہے تھے۔ دوڑے ہوئے آئے دم کے دم میں سارا گاؤں جمع ہو گیا۔ گائے کو کسی نے کچھ کھلا دیا علامت صاف تھی۔ صاف زہر دیا گیا ہے لیکن گاؤں میں ایسا کون دشمن ہے جس نے زہر دیا ہو؟ ایسی واردات تو اس گاؤں میں کبھی

ہوئی ہی نہیں مگر باہر کا کون آدمی گاؤں میں آیا؟ ہوری کی کسی سے عادت بھی
نہ تھی کہ اس پر شبدہ کیا جائے۔ ہیرا سے کچھ کہا سنی ہوتی تھی مگر وہ بھائی
بھائی کا جھگڑا تھا۔ سب سے زیادہ دکھی تو ہیرا ہی تھا۔ دکھی سے رہا تھا کہ جس
نے یہ ہتھیار دس کا کام کیا ہے اسے پائے تو ہو پی جائے۔ وہ لاکھ غصہ در
ہو مگر اتنی کمی نہیں حركت نہیں کر سکتا۔

آدمی رات تک جنگھٹا رہا۔ سب ہی ہوری کے دکھیں دکھی تھے اور
ہتھیارے کو گھایاں دیتے تھے۔ وہ اس وقت پکڑا جا سکتا تو اس کی جان
کی خبر نہ تھی۔ جب یہ مال ہے تو کوئی جانوروں کو باہر نہیں باندھ سکتا؛ ابھی
تک رات میں سب ہی جانور باہر پڑے رہتے تھے۔ کسی طرح کی مبتدا نہ تھی
لیکن اسپر تو ایک نئی مصیبت آکھڑتی بڑی تھی۔ کیا گائے تھی کہ بس دیکھتا
رہے! پوچھنے لائک۔ پانچ سیرے کم دودھ نہ تھا۔ سوسو نا ابک۔ ایک بچہ ڈاہوتا
آتے دیر نہ ہوئی کہ پھاڑ پھٹ پڑا۔

جب سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے تو وہینا ہوری کو کوئے
لگی نہیں کوئی لاکھ بھجا ہے پر کر دے اپنے ہی من کی۔ قم گائے کھول کر انگن
سے چلے تک میں جو تھبی رہی کہ باہر نہ لے جاؤ۔ ہمارے دن پتے ہیں،
نہ جانے کب کیا ہو جائے۔ پر نہیں، اسے گری لگ رہی ہے۔ اب کھوب (خوب)
ٹھنڈی ہو گئی اور تھارا لکھ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ تھا کہ مانگتے تھے دے دیا ہوتا ایک
بوجھ سر سے اتر جانا اور احسان کا احسان ہوتا۔ مگر بچہ یہ تھبڑی کیسے پڑنا ہے کوئی
بڑی بات ہونے والی ہوتی ہے تو مت پہلے ہی ماری جاتی ہے۔ اتنے دن
آزاد سے گھر میں بندھی رہی، تاکہ گری لگی اور جوڑی آئی۔ اتنی جلدی سب کو
بیجانا کی تھی کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ باہر سے آئی ہے۔ بچے اس کی سینگوں سے

کھیلتے رہنے تھے، سرٹک نہ ہاتی تھی۔ جو کچھ ناندیں ڈال دوچاٹ پونچھ کر مان کر دیتی تھی۔ لچھی تھی، ابھا گوں کے گھر کیا رہتی؟"

سونا اور روپا بھی اس طبق سے جاگ اٹھی تھیں اور زار و قطار روپی تھیں۔ اس کی خدمت کا بار زیادہ تر انہی دونوں پر تھا۔ ان کی ساختی بھی تھی۔ دونوں کھاکر اٹھیں تو ایک ایک ملکڑا روٹی اسے لپٹنے ہاتھوں سے کھسلانی تھیں۔ کیسا صیبھ (زبان) انکاں کر کھایا تھی اور جب تک ان کے ہاتھ کورنے پالیں کھڑی تاکتی رہتی۔ بھاگ بھوٹ کئے!

خوب اور دونوں رُکیاں رو رو کر سو گئے تھے۔ ہوری بھی لیٹا۔ دھینا اس کے سرہانے پالی کا لوٹا رکھنے آئی تو ہوری نے آہستہ سے کھا تیڑو پیٹ میں بات پھیتھیں، کچھ سن پائے گی تو گانوں بھریں ڈھنڈوڑا پٹتی پڑے گی۔"

دھینا نے اجھا ج کیا۔ بھلا سنوں تو۔ میں نے کون سی بات پیٹ دی کہیوں ہی نام بذنا کر دیا۔"

"اجھا تیرا شک (شک) کسی پر ہوتا ہی؟"

"میرا شک تو کسی پر نہیں ہے۔ کوئی باہری آدمی تھا۔"

"کسی سے کہے گی تو نہیں۔"

"کہوں گی نہیں تو گانوں والے مجھے گھنے کیسے گھٹ دھووا دیں گے؟"

اگر کسی سے کہا تو ماہری ڈالوں کا۔"

مجھے مار کر سکھی رہ ہو گے۔ اب دوسرا مہر با نہیں ملی جاتی۔ جب تک ہوں تھا اگر بنھا سے ہو بنتے ہوں، جس دن مر جاؤں گی سر پر باقاعدہ

دھر کر رہو گے۔ ابھی مجھ میں ساری برایاں ہی برایاں ہیں تب آنکھوں سے آنسو
بہیں گے ॥

”میرا سک تو ہیرا پر بنتا ہو ॥“

”بھوٹ، بالکل بھوٹ! ہیرا نتائج نہیں ہی اور منہ کا ہی برا ہو ॥“

”میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ نتیجہ تیر سے سر کی سو گند ॥“

”تم نے اپنی آنکھوں دیکھا اکب؟ ॥“

”وہی، میں سو بھا کو دیکھ کر آیا تو وہ سدریا کی ناند کے پاس کھڑا تھا۔
میں نے پوچھا کون ہو، تو بولا میں ہوں ہیرا۔ الاؤ سے اُگ لینے آیا تھا تھوڑی
دیر بھج سے بات کرتا رہا مجھے چشم پلانی۔ وہ ادھر گیا، میں گھر میں آیا اور وہیں قبر
نے پکار مچائی۔ معلوم ہوتا ہو کہ میں گانتے یا نذہ کر سو بھا کے گھر گیا ہوں اور
اس نے ادھر اکر کچھ کھلا دیا۔ شایت (شاید) پھر یہ دیکھنے آیا تھا کہ مری یا
نہیں ॥“

دھینا نے سرد آہ کھینچ کر کہا: اس طرح کے ہوتے ہیں بھائی جفیں
بھائی کا گھلا کاٹنے میں بھی بچک نہیں ہوتی۔ افوہ! ہیرا من کا اتنا کالا ہو! اور
داڑھی جار کو میں نے ہی پال پوس کر ڈالکیا ॥

”اچھا جا، سورہ! مسکر کسی سے بھول کر بھی چرچا نہ چلانا ॥“

”کوئی اتر طکا ہوتے ہی لالا کو تھانے نہ پہنچا دیں تو اپنے اصل باپ
کی نہیں! یہ ہیرا بھائی۔ پہنچ لایک (لائق) ہو۔ بھی بھائی کا کام ہو۔ وہ ہیری
ہے، پکا ہیری! اور ہیری کو مارنے میں پاپ نہیں، اچھوڑنے میں پاپ ہو۔
ہوری نے دھمکا یا ترسیں کہے دیتا ہوں دھینا! از تھا ہو جائے گا!
دھینا جوش میں بولی: ”از تھا نہیں از تھا کا باپ ہو جائے، میں بنا

لالا کو بڑے گھر بھجوائے نانوں گی نہیں۔ نین سال جبکی پواؤں گی، این سال! دہاں سے چھوٹیں گے تو ہتھیا لگے گی۔ تیر بند کرنا پڑے گا، بھوج دینا پڑے گا۔ اس دھوکے میں نہ رہیں لالا! اور گواہی دلاؤں گی تم سے، مارڈ کے کے سر پر ہاتھ رکھا کر!“

اس نے اندر جا کر کوڑ بند کرنے اور ہوری باہر خود کو کوستا ہوا پڑ رہا۔ جب میرے ہی پیٹ میں بات نہ پچی تو دھینا کے پیٹ میں کپ پکے گی؟ اب یہڑیں ماننے والی نہیں۔ ہٹ پر آجائی ہے تو کسی کی سنتی ہی نہیں۔ آج میں نے اپنی جندگی (زندگی) میں سب سے بڑی بھول کی چاروں طرف سنان تاکی چھائی تھی۔ دونوں بیلوں کے چھکے کی گھنٹیاں کبھی کبھی نجح اٹھتی تھیں۔ دس قدم پر مردہ گائے پڑی ہوئی تھی اور ہوری بڑے ہی کچھتاوے میں پڑا ہوا کروٹیں بدلتا تھا۔ اندر ہر دیس میں اجائے کی لکیر کہیں دکھائی نہ دیتی تھی۔

(۹)

علی الصباح ہوری کے مکان میں ایک پورا ہنگامہ تھا۔ ہوری دھینا کو مار رہا تھا اور دھینا اسے گالیاں دے رہی تھی، دو فوٹ لڑکیاں باپ کے پاؤں تر پڑی ہوئی چلا رہی تھیں اور گورمان کو بچا رہا تھا۔ یار بار ہوری کا ہاتھ پکڑ کر یہ سچھے مذکول دیتا مگر جوں ہی دھینا کے منہ سے کوئی گالی نکل جاتی، ہوری اپنے ہاتھ پھر کرا سے دوپار گھونٹنے لات جادیتا۔ اس کا بوڑھا غصہ جیسے کسی چھپی اور جمع کی ہوئی طاقت کو باہر نکال لایا ہو۔ سارے گاؤں میں تہلکہ پڑ گیا۔ لوگ سمجھانے بچھانے کے بہانے تماشا دیکھنے آپ سچھے۔ سو بجا لاٹھی میکنا آکھڑا ہوا۔ دناتا دین نے ڈانٹا۔ این، یہ کیا ہے ہوری؟ تم باوے ہو گئے ہو کیا؟ دلی اس طرح گھر کی پھپتی پر ہاتھ چھوڑتا ہے؟ تھیں تو یہ روگ نہ تھا، کیا ہیرا کی جھوٹ تھیں بھی لگ گئی ہر؟ ”

ہوری نے پالا گن کر کے کہا: مہراج! تم اس سمجھت (وقت) نہ بولو۔ میں آج اس کی بانچھڑا کرتے دم دوس گا۔ میں بتنا ہی طرح دیتا ہوں اتنا ہی یہ سرچھپتی جاتی ہر۔ ”

دھینا غصہ میں روئی ہوئی بولی: ”مہراج، تم گواہ رہنا۔ میں آج اس کے ہتھا رے بھائی کو جبل (جبل)، بھوکرتب پانی پیتوں گی۔ اس کے بھائی نے گائے کوبس کھلا کر مار ڈالا ہے۔ اب جو میں تھانے میں رپٹ لکھانے جاتی ہوں تو یہ ہتھا را سچھے مارتا ہے۔ میں نے اس کے سچھے اپنی جندگانی، (زندگانی) میٹا میٹ کر دی اس کا یہ انعام دے رہا ہو۔ ”

ہوری نے دانست پیس کر اور آنکھیں بھاگل کر کہا: پھر وہی بات منہ کرنگا لی
تو نے دیکھا تھا، ہیرا کو بس دیتے؟“
”وکم (قسم) کھا جاؤ کہ تو نے ہی سدا کو گائے کے پاس کھڑا نہیں
دیکھا؟“

”ہاں میں نے نہیں دیکھا، کم کھانا ہوں۔“
”بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھ کر کشم کھا؟“

ہوری نے گور کے سر پر کا پنچا ہوا ہاتھ رکھ کر، کامنی ہوئی آواز میں
کہا: ”میں بیٹے کی کشم کھاتا ہوں کہ میں نے ہی سدا کونا ند کے پاس نہیں دیکھا“
وھینا نے زمین پر تھوک کر کہا: ”خھڑی ہے یہ ری جھٹائی پر! تو نے
آپ مجھ سے کہا کہ ہیرا خور کی طرح ناند کے پاس کھڑا تھا اور اب بھائی کے
لئے بھوٹ بولتا ہے، خھڑی ہی! اگر میرے بیٹے کا باں بھی بیکا ہوا تو گھر میں
اگل لگادوں گی، ساری گرتی میں آگ لگادوں گی۔ بھگوان! آدمی منہ سی بات
کہہ کر اتنی بے سرمی سے پلٹ جاتا ہی!“

ہوری پاؤں پٹاک کر بولا: ”وھینا! ارس مت دلا نہیں تو برا ہو گا۔“
مار تو رہا ہو اور مارے، جو تو اپنے باپ کا بیٹا ہو گا تو آج بجھے مار کر
تب پانی پئے گا! پانی نے مارتے مارتے بجھے بھر کس کر دیا، پھر بھی اس کا
بھی نہیں بھرا۔ بجھے مار کر سمجھتا ہی کہ بڑا بیمر ہوں۔ بھائیوں کے سامنے بیٹی بی
بن جاتا ہے، پانی کیس کا! ہتیارا!“

پھر وہ فریاد کر کے رو نے لگی۔ اس گھر میں آڑا س نے کیا کیا۔ دکھ درد
نہیں جھیلا، کس کس طرح اپنا پیٹ تن نہیں کاٹا، کس طرح ایک ایک لئے کوڑی کی
طرح ایک ایک پیسہ جان کی طرح بچا کر رکھا، کس طرح گھر بھر کو کھلا کر اور آپ

پانی پی کر سورہ بی اور آج ان سارے بلدانوں (قربا نیزوں) کا یہ بدلا! بھگوان بیٹھے ہے
انیا سے دیکھ رہی ہیں اور اسے بچانے نہیں دوڑتے!

رفتہ رفتہ راتے عامر اب دھنیا کے موافق ہونے لگی۔ اس میں
اب کسی کو شک نہ رہا کہ ہیرا ہی نے گائے گوزہر دیا۔

ہوری نے بالکل جھوٹی قسم کھانا ہے، اس کا بھی لوگوں کو یقین ہوا
گوہر کو باپ کی اس جھوٹی قسم اور اس کی وجہ سے آنے والی صیبت کے
اندھیثے نے ہوری کا مخالف بنادیا۔ اس پر جودا تادین نے ڈانٹ بنائی تو
ہوری ہار کھا گیا اور چکے سے چلا گیا۔ راستی کی فتح ہوئی۔

دادا تادین نے سو بھا سے پوچھا۔ "تم کچھ جانتے ہو سو بھا! کیا بات
ہوئی؟"

سو بھا زمین پر لیٹا ہوا بولا۔ میں تو مہراج، آٹھ دن سے باہر نہیں بخلا
ہوری دادا بھی کبھی جا کر کچھ دے آتے ہیں، اسی سے کام چلتا ہے۔ کل رات
میں بھی دہ میرے پاس گئے تھے۔ کس نے کیا کیا، میں کچھ نہیں جانتا۔ ہاں کل
سانجھ کو ہیرا میرے گھر کھربی مانگنے گیا تھا۔ کہتا تھا کہ ایک جزی کھو دنا ہے۔ پھر
تب سے اس سے میری بھینٹ نہیں ہوئی۔"

دھنیا شہ کو پا کر بولی۔ "پنڈت دادا، یہ اسی کا کام ہے۔ سو بھا کے
گھر سے کھربی مانگ کر لایا اور کوئی جڑی کھو دکر گائے کو گھلادی۔ اس رات
کو جو جھنگڑا ہوا تھا اسی دن سے وہ رنج مانے لیا ہے۔"

دادا تادین بولے۔ "یہ بات ثابت ہو گئی تو اسکی سہیا لگے گی۔ پولیس کچھ
کر سے یا نہ کرے، دھرم تو بنا ڈنڈتے نہ رہیں گا، چلی تو جارو پیا! ہیرا کو بیلا۔ کہنا
کہ پنڈت دادا بمار ہے میں۔ اگر اس نے ہتھیا نہیں کی، تو مگنگا جلی اٹھائے اور

چورے پر جل کر سو گند کھائے ۔“

دھینابولی ۔“ مہراج ! اس کی سو گند کا بھروسہ نہیں، جھٹ پٹ کھائے گا۔
جب اس نے جھوٹی سو گند کھائی جو پڑا دھرم انہا بنتا ہے تو ہیرا کا کیا بوسا ؟ ”
اب گور بولا :“ کھائے جھوٹی سو گند، میں کا انت (خاتم) ہو جائے،
بڑھے میتے رہیں، جوان جی کر کیا کرتی گے ؟ ”
روپا ایک لمحے میں آکر بولی ۔“ کا کا گھر میں نہیں پنڈت دادا ! کا کی
کہتی ہر کہیں چلے گئے ہیں ۔ ”

داتا دین نے لمبی دار ہی پھٹکار کر کہا ۔“ تو نے پوچھا ہنس کہ کہاں پڑے
گئے ہیں ؟ گھر میں چھا بیٹھا ہے ہو دیکھ تو سونا ! اندر تو نہیں بیٹھا، ہر کی ؟ ”
دھینا نے ٹوکا ۔“ اسے نہ بھجو دادا ! ہیرا کے سر تباہ سوار ہر نہ جلنے
کیا کر بیٹھے ؟ ”

داتا دین نے خود لگڑی سبھالی اور جبرا لئے کہ ہیرا کہیں پسج چلا گیا
ہو، پنیا کہتی ہر، لٹیا دُور اور دُنڈا سب لے کر گئے ہیں۔ پنیا نے پوچھا بھی کہ کہاں
جاتے ہو، پربتایا ہنسیں۔ اس نے پانچ روپے آئے (طاق) میں رکھے تھے۔ روپے
دہاں نہیں ہیں۔ شاید روپے بھی لیتا گیا۔

دھینا ٹھنڈے دل سے بولی ۔“ منہ میں کا لکھ لگا کر کہیں بھاگ گیا ہو گا ”
سو بھا بولا ۔“ بھاگ کے کہاں جاتے گا ؟ گنگا نہانے نہ چلا گیا ہو ۔ ”
دھینا نے شک ظاہر کیا ۔“ گنگا جاتا تو روپے کیوں لے جاتا ؟ اور آج ۔ ”

کل کوئی پر رب نہان بھی تو نہیں ہی ”
اس شک کو کوئی دور نہ کر سکا، خیال مضمبوط ہو گیا۔ آج ہوری کے گھر کھانا
نہیں پکا، نہ کسی نے بیلوں کو بانی دیا۔ سارے چاٹوں میں سنسنی بھیلی ہوئی تھی۔ دودو

چارچار آدمی جگہ جگہ جمع ہو کر اسی واقعہ پر رائے زنی کر رہی تھے۔ ہیرا صدر کہیں ملک
گیا۔ دیکھا ہو گا کہ بعید کھل گیا۔ اب جہل (جیل)، الگ جانا پڑے گا اور ہنسنا الگ لے
گی بس کہیں بھاگ گیا۔ پیاسا بھی رورہی تھی کہ کچھ کہا نہ سنا، نہ جانے کہاں چل دئے۔
جو کچھ کسر رہ گئی تھی وہ شام کے وقت ملقطے کے تھانے دارے آگر پوری
کردی۔ گھاؤں کے پتوں کی درانے اس دانتے کی رپٹ کی جو اس کا فرض تھا پھر
تھا یندا ر صاحب اپنے فرض سے کب چونکے والے تھے؟ اب گھاؤں والوں
کو بھی ان کی خاطر مدارات کر کے اپنا فرض پورا کرنا چاہئے۔ دنادین، ہجنگری نگہ
نوکھے رام، ان کے چاروں پیادے، منگر دشاد اور لالہ پیشوری سب ہی آپنے اور
داروغہ جی کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ ہوری کی طلبی ہوئی۔ زندگی
میں یہ پہلا موقع تھا کہ وہ تھا یندا ر کے سامنے آیا۔ ایسا درہ تھا جسے بھانسی ہو جائیگی
وہینا کو پڑتے وقت اس کا ایک ایک عضو بھڑک رہا تھا۔ داروغہ جی کے آگے کچھوئے
کی طرح اندر بی اندر سٹا جاتا تھا۔ داروغہ نے اسے محققانہ لگا ہوں کو دیکھا اور اس
کے دل تک پہنچ گئے۔ قیادِ شناسی میں انھیں اچھی مہارت تھی۔ کتابی علمِ النفس میں کوری
ہوں گر علا اس کے ماہر تھے۔ یقین ہو گیا کہ آج کسی اچھے کامنہ دکھ کر رکھتے ہیں۔
ہوری کا چہرہ کہے دیتا تھا کہ اس کے لئے صرف ایک دھمکی کافی ہو۔

داروغہ نے پوچھا۔ ”تجھے کس پر شبہ ہو؟“

ہوری نے زمین چھوٹی اور ہاتھ جوڑ کر لولا۔ ”میرا بہ کسی پر نہیں ہو سکا را
گائے اپنی موت مری ہو۔ بوڑھی ہو گئی تھی۔“

دھینا بھی اگر کچھ کھڑی ہو گئی تھی۔ فوراً بولی، گائے ماری ہی تھا رے
بجائی، ہیرا نے سرکار ایسے مورکھ نہیں ہیں کہ جو کچھ تم کہہ دو گے مان لیں گے
یہاں جائیں کرنے آتے ہیں۔“

داروغہ جی نے پوچھا: یہ کون عورت ہے؟“
کئی آدمیوں نے داروغہ جی سے گفتگو کرنے کی خوش نصیبی حاصل کرنے
کے لئے ایک دوسرے سے بیعت لے جانے کی کوشش کی۔ ایک ساتھ بیٹے
اور ہر ایک نے اپنے دل کو اس خیال سے تکین دی کہ پہلے میں بولا: ہوری کی
گھر والی ہو سکا را!

”تو اسے بلاو، میں پہلے اسی کا بیان لکھوں گا۔ وہ کہاں ہے ہیرا؟“
”خاص لوگوں نے ایک آواز سے کہا: وہ تو آج تڑکے کہیں چلا گیا ہو کر“
”میں اس کے گھر کی تلاشی لوں گا!“

تلاشی: ہوری کا سائز تنخے اور ہر نے لگا۔ اس کے بھائی ہیرا کے گھر
کی تلاشی ہو گی اور ہیرا گھر میں نہیں ہے؛ تو پھر ہوری کے جیسے ہی اور اس کے دیکھنے
یہ تلاشی نہ ہونے پائے گی اور دھینا سے اب اس کا کوئی نامانہ نہیں ہے۔ جہاں چاہو
جائے۔ جب وہ اس کی آیا و بجاڑنے پر آگئی ہو تو اس کے گھر میں کیسے رہ سکتی ہے؟
جب گلی گلی ٹھوکر کھائے گی تب پتہ ملے گا۔

خاص لوگوں نے اس نگت کو ناٹو کے لئے کاناپھوسی شروع کی۔
دانادین نے اپنا گنجاسر ملا کر کہا: یہ سب کمانے کے ذہنگ ہیں۔ پوچھو
ہیرا کے گھر میں کیا رکھا ہے؟“

ہیئت سوری لا لا بہت بلے تھے مگر لمبے ہو کر بھی یہ قوت نہ تھے۔ اپنا لبا
کا لامنہ اور لمبا کر کے بدلے: اور یہاں آیا ہو کس لئے؟ اور جب آیا ہو تو بنا
کچھ لئے دئے گیا کب ہے؟“

جنگلری نگھنے ہو ری کو بلا کر کان میں کہا: نکا لو جو کچھ دینا ہو، یوں گلہ
نہ چھوٹے گا!

دار و غم جی نے اب ذرا گرج کر کہا: میں بہرائے کے گھر کی تلاشی لوں گا؟ ”
 ہوری کا چہرہ ایسا فن ہو گیا گویا جنم کا سارا خون خشک ہو گیا ہو۔ تلاشی
 اس کے گھر ہوئی تو اور اس کے بھائی کے گھر ہوئی تو، ایک بھی بات ہے۔ بہرائے الگ
 ہی پر دنیا تو جانی ہے کہ اس کا بھائی ہے۔ مگر اس کے اس کا کچھ بیس نہیں۔ اس کے
 پاس روپے ہوتے تو چاں لا کر دار و غم جی کے پاؤں پر رکھ دیتا اور کہتا۔ ترکار
 میری آبرداب آپ کے ہاتھ ہے مگر اس کے پاس تو زہر کھانے کو ایک پسر نہیں
 ہے۔ دھنیا کے پاس دو جار روپے پڑے ہوں پر دھر جزیل بھلاک دینے لگی؟
 پھانی کی سزا پائے ہوئے آدمی کی طرح سر جھکاتے اپنی بے عزتی کو سختی سے
 محوس کرتا ہوا خاموش کھڑا رہا۔

داتا دین نے ہوری کو آٹھاہ کیا: اب اس طرح کھڑے رہنے سے کام
 نہ پلے گا ہوری! روپے کی کوئی تدبیر کر د۔ ”
 ہوری عاجز از بولا: اب میں کیا ہوں ہمہنچ؟ ابھی تو پہلے ہی کی گھری سر
 پر لدی ہے اور کس منہ سے مانگوں؟ پر اس نکٹ سو اب ارو بیمار ہا تو کوڑی کوڑی
 چکا دوں گا۔ میں مر جاؤں تو گور تو سی ہی۔ ”

لیدروں میں مشورہ ہونے لگا: تھا یندار کو کیا بھیئت کیا جائے؟
 داتا دین نے چاں بخوبی نگھکی رائے میں سو سکم پر سودا نہ ہو گا۔ نوکھے
 رام بھی سو کے حق میں تھے اور ہوری کے لئے سو اور چاپس میں کوئی فرق نہ تھا۔
 اس تلاشی کا نکٹ اس کے سر سے ڈل جائے، چاہی لو جا کتنی ہی جڑھائی پڑے
 مرنے کو ایک من لکڑی سے ملاویا دس من سے، اسے کیا پروا؟
 مگر پیشوری سے یہ بے الفضالی نہ دیکھی گئی۔ کوئی ڈاکہ باقی تھا ہو انہیں،
 صرف تلاشی ہو رہی ہی، بس بیس روپے بہت ہیں۔